سوال

(21) مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی مرتضیٰ حسن نے لکھا ہے کہ

''شیطان یعنی یا توخداوند کے قول اوراس کی حکومت کی وجہ سے اس کے قول کومطلقاً واجب التسلیم نہیں جانتا تھا یا جانتا تھا مگریہ شرط تھی کہ وہ قول موجہ اورحکمت کے موافق ہو۔ اس کے قول کو عین حکمت نہیں جانتا تھا ورنہ انکارنہ کرتا اور تعمیل بھی کرتا ورنہ اگر تعمیل نہ ہوتی توانکار توضرورنہ ہوتا ۔ اب ارشادخداوندی اسجدو لآدم اس کے نزدیک بے دلیل تھا ۔ اب وہ سجدہ کرتا توتقلید ہوتی اور تقلید اس کے نزدیک ناجائز تھی ۔ لہذاوہ ترک تقلید کی وجہ سے کافرمرتدسب کچھ ہوا۔ مگراس نے اس قول کوبلادلیل تسلیم نہ کیا ۔'' العدل 7 ستمبر1927ء

مولوی مرتضیٰ حسن کی اس تحریر کے متعلق وضاحت فرمائیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مولوی مرتضیٰ حسن کے خیال میں شیطان باوجودخدا کوخدا ماننے کے اورباوجودفرشتوں کا استادہونے کے یہ نہیں جانتا تھا کہ خدا عبث اور بیہودہ سے پاک ہے ، غلطی سے مبرا ہے جس کا قول عین حکمت ہے ۔ دلیل اس کی یہ دیتے ہیں کہ شیطان نے انکارکیا اگرخدا کا قول عین حکمت سمجھتا توانکارنہ کرتا۔ اور اتنا نہیں سمجھتے کہ جس نے سرکشی پرکمرباندھی ہووہ باوجودعلم کے بھی انکارپرتلا رہتا ہے ۔ کیا ضداورہٹ دھرمی کا بھی کوئی علاج ہے ؟ میرے خیال میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کے نزدیک شیطان انصاف پرست تھا ۔ معاذاللہ ۔

یہ توایسا ہوا جیسے آج کل کے متصوفہ (بناوٹی صوفی)کہتے ہیں کہ شیطان بڑا موحد تھا اسی لیے اس نے غیرکو(یعنی آدمؑ کو) سجدہ نہیں کیا ۔ گویا خدا نے غلطی کی نعوذباللہ ۔

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب! بھلا یہ تو بتلائیے کہ شیطان خدا کو خدا جانتا تھا یا نہ؟ اگر نہیں جانتا تھا تو مدت تک اس کی عبادت کیوں کرتا رہا؟ اگر جانتا تھا تو کیا خدا کی خدائی اس کے نزدیک اطاعت کے لیے کافی نہ تھی؟ بڑے تعجب کی بات ہے کہ خدا کی خدائی کو عبادت کے لیے کافی سمجھے اور اطاعت کے لیے کافی نہ سمجھے حالانکہ اطاعت کا مرتبہ عبادت سے بہت کم ہے۔ کیونکہ اطاعت تو غیر (نبی) کی بھی جائز ہے، عبادت غیر کی جائز نہیں۔

اس کے علاوہ اگر فرضی طور پر مان لیں کہ شیطان قول خدا کو حکمت کے موافق نہ جانتا تھا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مدلل بھی نہ جانتا ہو۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ محکوم کو حاکم کی اطاعت ضروری ہے اور دلیل اس کی اس کا حاکم ہوتا ہے۔ اگر باوجود محکم ہونے کے کوئی بات حاکم کی ماننے کوئی نہ مانے۔ مثلاً جو اس کے خیال میں معقول اور اس کی سمجھ میں حکمت کے موافق ہو وہ مانے دوسری کو نہ مانے تو وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ اس کو محکوم نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ محکوم کے معنے میں داخل ہے کہ حاکم کے سامنے سر جھکا دے اور اپنا دخل نہ رکھے۔ اب شیطان کا خدا کے حکم کو تسلیم نہ کرنا اس کی یا تو یہ وجہ ہوگی کہ اس کے خیال میں خدا حاکم نہیں ہوگا اور یہ بداہتہً باطل ہے کہ شیطان کو خدا کے حاکم ہونے کی خبر نہ ہو۔ یا یہ وجہ ہوگی کہ شیطان کو محکوم کے معنے کا پتہ نہ ہوگا۔ اور اس کے بطلان پہلے سے بھی زیادہ واضح ہے۔ اب سرکشی اور تکبر کے سوا اور کونسی وجہ عدم تسلیم ہو سکتی ہے؟ پھر معاذاللہ خدا کی شان ایسی نہ تھی کہ شیطان کو واقعی خدا کے حاکم ہونے کا علم نہ ہوتا یا وہ محکوم کے معنے نہ جانتا تو وہ ارحم الراحمین اس کو انا خیر منہ کا عذر کرنے پر یہ نہ فرماتا کہ فاخرج منہا۔ ''یعنی اس جگہ سے نکل جا۔'' بلکہ پہلے اس کو اس بات سے واقف کرتا جس سے بے علم تھا۔ پھر اس کے بعد اگر وہ نہ مانتا تو جو چاہتا اس کے ساتھ سلوک کرتا۔ خدا کی ذات اس سے برتر ہے کہ وہ ناواقف کو راندے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ شیطان بے خبری میں ہلاک نہیں ہوا بلکہ اس کو سب کچھ پتا تھا۔ اور آیہ کریمہ

''مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ''

میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ محکوم کو حاکم کے حکم کی فوراً تعمیل کرنی چاہیے تھی۔ تجھے اس تعمیل سے کس نے روکا اگر کوئی اور حکم دیتا تو اس میں شبہ بھی ہو سکتا تھا۔ حکم تو خود میں نے دیا ہے۔ پھر تعمیل کیوں نہ کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کا اور اسے انا خیر منہ کہہ کر ٹال دینے کا نام خدا نے سرکشی تکبر۔ فسق وغیرہ رکھا ہے جیسے ایک آیت میں فرمایا:۔

''اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ''

یعنی انکار کیا اور تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔''

خلاصہ یہ کہ قول خدا شیطان کے نزدیک مطلقاً (بغیر شرط) واجب التسلیم تھا۔ کیونکہ اس کی دلیل اس کے ذہن میں تھی یعنی قائل کا حاکم بلکہ خدا ہونا۔ مگر تکبر کی وجہ سے اس کو تسلیم نہ کیا اور خواہش کے پیچھے لگ گیا۔ اور یہ آیہ کریمہ

''اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ''

وغیرہ بھی اسی مطلب کو ادا کر رہی ہیں جس کا خلاصہ شیخ سعدیؒ کے الفاظ میں یہ ہے۔

تکبر عزازیل راخوار کرد بہ زندان لعنت گرفتار کرد

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب پر تقلیدی اثر ہے کہ اندھا دھند لکھتے چلے جاتے ہیں اور نتائج پر غور نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر اور سنیئے۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب لکھتے ہیں :۔

''جس طرح رسول اللہ علیہ السلام کی بات کو تسلیم کرنا امت کے حق میں تقلید ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کا باری تعالی کے قول کو بلا دلیل تسلیم کرنا بھی تقلید ہوگا۔'' (العدل 4 مارچ 1929ء ص 3)

گویا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کے اعتقاد میں شیطان کی طرح انبیاء علیہم السلام بھی خدا کے قول کو عین حکمت یا حکمت کے موافق نہیں جانتے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ شیطان تسلیم نہ کرنے سے غیر مقلد ہوگیا اور انبیاء علیہم السلام تسلیم کرکے مقلد ہوگئے۔

ناظرین خیال فرمائیں کہ یہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں کس قدر گستاخی ہیں کہ معاذ اللہ ان کا اعتقاد شیطان کا اعتقاد بتایا جاتا ہے۔ سچ ہے

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

تعجب

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس محل میں اصول فقہ کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ اصول فقہ میں صاف لکھا ہے کہ قرآن وحدیث کا ماننا تقلید نہیں۔ چنانچہ تحریر ابن الہمامؒ کے اخیر میں ہے۔

لیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع منہ

''یعنی رسول اللہ ﷺ کی طرف اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں۔''

خدا جانے یہ لوگ تقلید کی محبت میں کیوں ایسے سرشار ہیں کہ اپنا اصول بھی بھول جاتے ہیں ''یکے بر سر شاخ و بن مے برید'' والا مضمون ہے۔ یعنی مذہب کے خیر خواہ بن کر مذہب کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔

اے چشم اشکبار! ذرا دیکھنے تو دے ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو!

بلکہ خود مولوی مرتضیٰ حسن نے بھی اس کی تصریح کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

''اطاعت تقلید کے معنے سے عام ہے۔ خدائے قدوس اور سرور عالم ﷺ کی اطاعت کو تقلید نہیں کہا۔'' (العدل 18 فروری 1929ء ص 3)

''مجتہد کا قول فی نفسہ حجت شرعیہ نہیں۔ اور خداوند عالم جل مجدہ اور سرور عالم ﷺ کا قول فی نفسہ حجت شرعیہ ہے۔'' (العدل 18 فروری

(1929ء)

پس مولوی مرتضیٰ حسن نے اپنی تقریر پر خود ہی پانی پھیر دیا۔ اور صاف غیر مقلد ہوگئے۔ نتیجہ یہ کہ تقلید ایک ایسا ٹیڑھا راستہ ہے جس پر چل کر مقلد کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ اسی وجہ سے دنیا کی مشہور ہستیوں نے تقلید کو گمراہی اور خودکشی سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً مولانا جلال الدین رومیؒ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

آں مقلد ہست چوں طفل علیل   گرچہ وارد بحث باریک ودلیل

حضرت شیخ سعدی مرحوم فرماتے ہیں۔

عبادت بہ تقلید گمراہی است   خنک راہروے راکہ آگاہی است

عصر حاضر کے مشہور شاعر سر اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی   رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی مسلمانوں کو تقلید کے پھندے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وباللہ التوفیق

فتاویٰ ابن باز

جلد اول